© rasailojaraid.com

فقہ القرآن والحدیث

مولانا عزیز زبیدی

الاستفتاء

جس طرح عقیقہ کے بارے میں آپ نے بصیرت افروز جواب دیا ہے، ویسے ہی کچھ باتیں "ولیمہ" کی بابت آپ کی توجہ کی طالب ہیں، مفصل نہیں تو کم از کم مندرجہ ذیل امور میں ہماری راہنمائی فرمائیں:

۱- ولیمہ میں کیا بکرا یا گوشت روٹی ہی کرنا ضروری ہے، کوئی غریب یہ نہ کر سکے تو؟

۲- ولیمہ میں عموماً بینڈ باجے ہوتے ہیں، کیا اب بھی کوئی شرکت کر سکتا ہے؟

۳- اس دن اگر کوئی شخص نفلی روزے سے ہو، اس لئے شرکت نہ کرے تو کیا حرج ہے؟

۴- ولیمہ کرنے کا وقت کیا ہے؟ کچھ لوگ لڑکی کو گھر میں لانے سے بھی پہلے کر لیتے ہیں اور اکثریت گھر میں لاکر رخصتی (مکلاوے) سے پہلے کرتی ہے، صحیح کیا ہے؟

(از ضلع جھنگ، ۱۹ / مئی ۷۵ء)

الجواب واللہ اعلم بالصواب:

۱- گوشت روٹی اور بکرا:

یہ کچھ ضروری نہیں ہیں۔ حسب استطاعت جتنا اور جیسا کچھ کوئی کر سکتا ہے، اسے اجازت ہے:

"فدعوت المسلمین الی ولیمته فما کان فیها من خبز ولا لحم (بخاری ص ۷۷۵ ج ۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال النووی: اقل الولیمۃ علیٰ ما ذکرہ الصباغ وغیرہ ــــ للتمکن شاۃ وان لم یتمکن اقتصر علیٰ ما یقدر علیہ (روضۃ ۳۳۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ ولیمہ میں کھجور اور ستو پیش فرمائے تھے۔

"عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولم علی صفیۃ بسویق وتمر" (باب فی استحباب الولیمۃ عند النکاح، ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ ص ۲/۲۵)

ایک بار آپؐ نے دو مُد (ایک سیر چھ چھٹانک تقریباً) جَو سے ولیمہ کیا تھا:

"اولم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ بعض نسائہ بمدین من شعیر" (بخاری باب من اولم باقل من شاۃ ص ۲/۷۷۷، قیل مرسل والصحیح انہ مسند)

ہاں بکرا یا گوشت روٹی کرنا مستحب ہے، کیونکہ آپؐ نے اس کے لئے سفارش فرمائی ہے:

"اولم ولو بشاۃ" (بخاری باب الولیمۃ ولو بشاۃ ص ۲/۷۷۷)

اس سے بھی زیادہ کیا جا سکتا ہے:

"قال صاحب المنتقی ابوالبرکات مجد الدین عبد السلام (ف ۶۵۲ھ):

باب استحباب الولیمۃ بالشاۃ فاکثر وجوازھا بدونھا" (المنتقی ۲/۱۴۹)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب حضرت صفیہ سے عقد ہوا تھا تو آپ نے "حَیس" (کھجور، پنیر اور گھی کا مرکب) ولیمہ میں دیا تھا:

"واولم بالحیس" (بخاری باب الولیمۃ ولو بشاۃ)

ضروری نہیں کہ سامان سارے خود ہی کئے جائیں بلکہ احباب کے تعاون سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ان سے کہا جائے، جو کچھ کوئی لا سکتا ہے، کھانے کو لے آئے، پھر اسے ایک دستر خوان پر بیٹھ کر تناول کیا جائے۔

حضرت صفیہ بنت حی سے نکاح فرمایا تو اپنے رفقاء سے یہی کہا، چنانچہ کوئی صاحب پنیر لائے، کوئی کھجور اور کوئی گھی، جس کو ملا کر حیس بنایا گیا اور یہی آپؐ کا ولیمہ تھا:

"قال من کان عندہ شیٔ فلیجیٔ بہ قال وبسط نطعا فجعل الرجل یجیٔ بالاقط وجعل الرجل یجیٔ بالتمر وجعل الرجل یجیٔ بالسمن فحاسوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حیسۃ فکانت ولیمۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (نسائی باب البناء فی السفر ص۸۲ ج۲، مسلم باب الصداق ص۴۵۹ ج۱، طبع قدیمہ)

مسلم شریف میں ہے کہ صحابہؓ حیس کھاتے تھے اور پانی بارش کے چشموں سے پیتے تھے:

"فجعلوا یاکلون من ذالک الحیس ویشربون من حیاض الی جنبهم من ماء السماء" (مسلم ص۴۵۸ ج۱)

بعض کمزور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی پر جو ولیمہ کیا گیا تھا، اس میں کھجور کشمش کھانے کو اور میٹھا پانی پینے کو دیا گیا تھا۔

اسلام کا یہ وہ نظام شادی خانہ آبادی ہے، جس میں دولہا میاں شادی کے مسرفانہ اخراجات کی فکر سے آزاد رہتا ہے اور شادی واقعی خانہ آبادی ثابت ہوتی ہے پھر رفقاء صرف شریک شادی نہیں، شریک کار بھی ہوتے ہیں۔ غلغلہ بھی ہو جاتا ہے کہ فلاں صاحب کی فلاں سے شادی ہو گئی ہے۔ مگر افسوس! اسلام کے اس سادہ نظام عروسی کو لوگوں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی، ورنہ یہ شادی، کل خانہ بربادی کا موجب نہ بنتی اور سر منڈاتے ہی اولے پڑنے والی بات نہ ثابت ہوتی۔

۲۔ شادی اور ولیمہ میں منکرات:

شادی اور ولیمہ میں منکرات، جیسے بینڈ باجے وغیرہ کی موجودگی میں اس کیلئے شرکت جائز ہے جو جا کر ان کو روک سکتا ہے، دوسرے کے لئے نہیں۔ ابوداؤد میں (بروایت ابن داستہ) ہے کہ حضرت ابووائل نے ایک دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی، لہو ولعب اور گانے گائے جا رہے تھے، سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ گانے دل میں کوڑھ پیدا کرتے ہیں:

"شهد ابا وائل فی ولیمۃ فجعلوا یلعبون یتلعبون، یغنون فحل ابووائل حبوتہ وقال سمعت عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول:

ان الغناء ینبت النفاق فی القلب" (عون المعبود، کتاب الادب، ص۴۳۵ ج۴)

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے یعنی حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت میں ایک شیخ مجہول ہے۔

ایک شخص نے ابن عمرؓ کو شادی پر بلایا، جاکر دیکھا کہ گھر کو چادروں سے سجایا گیا ہے، آپ نے فرمایا،

"کیوں جناب! کعبہ کو کب سے اپنے گھر میں لابسایا ہے؟"

پھر آپ نے ساتھی صحابہ سے فرمایا:

جس کے سامنے جو چادر ہے اس کو "لیراں لیراں" کردو"

"روی احمد فی کتاب الزھد من طریق عبد اللہ بن عقبۃ قال دخل ابن عمر بیت رجل دعاہ الی عرس فاذا بیتہ قد ستر بالکرور فقال ابن عمر: "یافلان متی تحولت الکعبۃ فی بیتک؟ ثم قال لنفر معہ من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

تیھتک کل رجل مایلیہ" (فتح الباری کتاب النکاح، باب ھل یرجع اذا رای منکراً" (ص ۲۴۹/۹)

"رای ابن مسعود (او الصحیح ابو مسعود- فتح) صورۃ فی البیت فرجع و دعا ابن عمر ابا ایوب فرای فی البیت ستراً علی الجدار فقال ابن عمر غلبنا علیہ النساء، فقال من کنت اخشی علیہ فلم آمن اخشی علیک واللہ لا اطعم لکم طعاماً فرجع" (بخاری باب ھل یرجع اذا رای منکراً" ص ۷۷۷/۲)

یعنی حضرت ابن مسعود یا ابو مسعود نے گھر میں تصویر دیکھی تو پلٹ گئے۔

اسی طرح حضرت ابو ایوبؓ نے حضرت ابن عمرؓ کے گھر کو چادروں سے آراستہ دیکھا تو گلہ کیا، ابن عمرؓ نے فرمایا، یہ عورتوں کی سینہ زوری ہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے کھانے سے انکار کردیا اور واپس ہوگئے۔

حضرت امام ابن حجرؒ (ف ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں، جسے روکنے کی قدرت ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شریک ہو ورنہ نا:

"وحاصله ان كان هناك محرم وقدر على ازالته فازاله فلا بأس فان لم يقدر فليرجع" (فتح الباری ۹/۲۵۰)

بعض لوگ بینڈ باجے کے سلسلہ میں بعض ایسی روایات سے استدلال کرتے ہیں، جن سے غرض "اعلانِ نکاح" ہے یا سادہ سی تقریب تفریح۔ مگر انہوں نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ بہرحال ان سے مراد یہ مسرفانہ اور فنی قسم کا نظامِ موسیقی نہیں ہے۔ جس سے نوخیز نسل برباد ہوتی ہے، جوانوں میں "رنگیلا شاہ" بننے کا روگ سرایت کرتا ہے اور بوڑھے لوگ اپنی سنجیدہ عمر کے برعکس غیر سنجیدہ اندازِ زیست میں مبتلا ہوتے ہیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ اسی کی وجہ سے احساسِ آخرت جاتا رہتا ہے اور خدا بھول جاتا ہے، شیطان کا یارانہ مستحکم اور طاغوت کی غلامی کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔

یہ تو وہ منکرات ہیں، جن کا عام چرچا ہے اور وہ معروف و مشہور معصیتیں ہیں حالانکہ ایک ایسی معصیت بھی ہے جو روز مشاہدہ میں آتی ہے مگر اس کا احساس نہیں کیا جاتا۔ وہ یہ کہ دعوتِ ولیمہ میں جن کی خدمت ہونی چاہیئے، وہ بالکل ہی غائب ہوتے ہیں۔ دعوتِ ولیمہ کے اصل شرکا تو غربار ہیں جن کو دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے۔ صرف یاران اور اغنیار بلائے جاتے ہیں، حضورؐ نے اس کو سب سے برا کھانا کہا ہے۔

"شر الطعام طعام الوليمة يدعى لها الاغنياء ويترك الفقراء" زاياب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، بخاری ۲/۷۷۷)

جہاں یہ سماں طاری ہو، وہاں بھی شرکت سے پرہیز ہی کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"اذا خص الغني وترك الفقير امرنا ان لا نجيب" (فتح الباری ۹/۱۴۵)

(یعنی جب غنی مدعو ہوں اور غریب متروک ہوں تو یہی حکم ہے کہ ان کی دعوت قبول نہ کی جائے۔"

مسلم شریف کے الفاظ اور ہی عبرت آموز ہیں، فرمایا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"جو آنا چاہتے ہیں ان کو روکتے ہیں اور جو انکار کرتے ہیں (یعنی اغنیاء) ان کو بلاتے ہیں۔"

"شر الطعام طعام الولیمة یمنعها من یأتیها ویدعی الیها من یأباها" (مسلم کتاب النکاح)

طبرانی میں اس سے بھی زیادہ پرسوز الفاظ ہیں، فرمایا:

"جو سیر ہیں، جن کا پیٹ بھرا ہے، اس کو تو بلا بلا کر دیتے ہیں اور جو بھوکے ہیں ان کو روک کر رکھتے ہیں:

"شر الطعام طعام الولیمة یدعی الیه الشبعان ویحبس عنه الجیعان"

(نیل الاوطار ص ۱۵۵/۶ و فتح الباری ص ۲۴۵)

بعض روایات میں "ویترک المساکین" (مسلم ص ۴۶۲/۱، فتح ص ۲۴۴/۹) آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے:

"تم نافرمان ہو، جو نہیں آتے، ان کو بلاتے ہو اور جو آتے ہیں، ان کو بلاتے نہیں ہو:

"انتم العاصون فی الدعوة تدعون من لا یأتی وتدعون من یأتی"

(فتح الباری ص ۲۴۵/۹)

یعنی جو دعوت کے ضرورت مند نہیں ان کو تو ہر حال بلاتے ہو اور جو ضرورت مند ہیں ان کی تم پرواہ بھی نہیں کرتے ہو۔

ہاں حسب مراتب اگر ان کے لئے کھانے اور بیٹھنے کا انتظام کر دیا جائے تو بعض صحابہ کے فعل سے اس کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایسا کیا تھا:

"وقال ابن بطال واذا میز الداعی بین الاغنیاء والفقراء فاطعم کلا علی حدة لم یکن به بأس وقد فعله ابن عمر" (فتح الباری ص ۲۴۵/۹)

"انزلوا الناس منازلهم" (حدیث) سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس سے غرباء ملول خاطر ہوں اور ان کی دل شکنی ہوتی ہو تو احتیاط اسی میں ہے بلکہ حضورؐ کے تعامل کے موافق بھی یہی ہے کہ سب کا ایک ہی جگہ انتظام کیا جائے، جیسا کہ نماز میں ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلی صورت صرف گنجائش کی ہے، دوسری صورت، صورت مسنون ہے، اس لئے راجح یہی ہے۔

جس کی کمائی حرام کی ہو:

علماء نے تصریح کی ہے کہ جن ولیمہ کرنے والے لوگوں کی کمائی کا زیادہ حصہ حرام کی کمائی ہو، اس کی دعوت بھی قبول نہ کی جائی اور اس میں شرکت نہ کی جائے:

"دعاه من اکثر ماله حرام، کرهت اجابته کما تکره معاملته، فان علم ان عین الطعام حرام، حرمت اجابته" (روضة الطالبین للامام النووی ص۳۳۷)

ائمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: اگر فرش ریشمی یا چھتوں اور دیواروں پر جانداروں کی تصویریں ہوں یا پہننے کے کپڑوں اور آویزاں پردوں اور تکیوں کا یہی حال ہو تو یہ بھی منکرات میں شامل ہیں:

قال النووی: "ومن المنکرات فرش الحریر وصور الحیوانات علی السقوف والجدران والثیاب الملبوسة والستور المعلقة والوسائد الکبار المنصوبة" (روضة الطالبین ص۳۳۵)

۲ - روزہ اور دعوت ولیمہ:

اس کا مسئلہ یہ ہے کہ دعوت بہر حال قبول کرے اور اس میں شرکت کرے، اگر دعوت دینے والی کی بہت خواہش ہو تو روزہ کھول لے ورنہ نباہ دے اور ان کے لئے دعا کرے کیونکہ حاضری واجب ہے، کھانا واجب نہیں ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"من ترک الدعوة فقد عصی الله ورسوله"، (بخاری ص۷۷۸/۹)

کہ جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی!

"اجیبوا هذه الدعوة اذا دعیتم لها" (بخاری ص۷۷۸/۹)

جب تمہیں دعوت دی جائے تو اسے قبول کرو۔

حضرت ابن عمرؓ روزے سے ہوتے تو بھی ضرور شرکت فرماتے:

"کان عبد الله یأتی الدعوة فی العرس وغیر العرس وهو صائم"، (بخاری ص۷۷۸/۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا: روزہ نہ ہو تو کھانا کھائیے، روزہ ہو تو دعا فرمائیے:

"فان کان مفطرا فلیطعم وان کان صائما فلیدع" (ابوداؤد)

اگر دو جانب سے دعوت نامے آجائیں اور اوقات بھی مختلف ہوں تو اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو دونوں میں شرکت کرے، نہ کھانا ہو تو نہ کھائے، دعا ہی کرے۔ اور اگر دونوں کا وقت ایک ہو تو پھر جس کا دعوت نامہ پہلے پہنچے، اس کو ترجیح دے اور دوسرے سے معذرت کر دے۔ اسی طرح اگر دونوں ہمسایہ ہوں تو جو قریب تر ہو، اس کو مقدم رکھے:

"اذا اجتمع الداعیان فاجب اقربہما بابا . . . فاذا سبق احدھما فاجب الذی سبق" (احمد، ابوداؤد، منتقی ص۱۵۲)

ہاں اگر صاحب دعوت آپ کی جائز معذرت قبول کر لے تو پھر شرکت نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے:

"اذا اعتذر الی صاحب الدعوۃ فرضی بتخلفہ، زال الوجوب وارتفعت کراھۃ التخلف" (روضۃ الطالبین ص۳۳۲)

امام ابن العربی لکھتے ہیں کہ:

"دعوتِ ولیمہ میں شرکت اس وقت واجب ہے جب داعی کی نیت کے سامنے اللہ کی رضا ہو اور ان تمام چیزوں سے پاک ہو جن سے اللہ میاں ناراض ہوتے ہیں، ورنہ کوئی ضروری نہیں:

"ان اجابۃ الدعوۃ واجبۃ اذا خلصت نیۃ الداعی للّٰہ وخلصت ولیمۃ عما لا یرضی اللّٰہ ولما عدم ھذان اسقط الوجوب عن الخلق" (عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی)

"اگر کوئی غیر مسلم ولیمہ پر بلائے تو شرکت سے پرہیز چاہیئے۔" (روضۃ الطالبین ص۳۳۴ ج ۷)

اسے اختیار ہے، صرف اپنے رشتہ دار کو شرکت کی دعوت دے یا صرف ہمسایوں یا ہم پیشہ لوگوں کو، اغنیاء اور فقراء کو، یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے، بہر حال اغنیاء کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تخصیص سے پرہیز لازمی ہے۔

"ان یعم عشیرتہ او جیرانہ او اہل حرفتہ اغنیاءھم وفقراءھم دون ما اذا خص الاغنیاء" (رد المختار ص ۳۴۳)

عشیرہ سے مراد وہ رشتے ہوتے ہیں جو باپ کی طرف سے ہوں لیکن بہتر ہے کہ حسب توفیق ملے جلے ہوں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ کا تعامل رہا ہے۔

. . . ہاں بطور خوشامد، طمع یا تعاون علی الباطل کے جذبہ سے شرکت نہ کرے بلکہ اس سے غرض باہمی میل جول اور مودت میں استحکام ہو، اگرچہ دعوت دینے والا حقیر اور معمولی ہی آدمی ہو:

"ان لایکون احضارہ لخوف منہ او طمع فی جاھہ او لیعاونہ علی الباطل بل تکون للتقرب او التودد" (رد المختار ص ۳۴۳)

لایبعث علی الدعوۃ الی الطعام الا صدق المحبۃ وسرور الداعی باکل المدعو من طعامہ والتحبب الیہ بالمواکلۃ وتوکید الذمام معہ بہا فلذلک حض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاجابۃ ولو نزر المدعو الیہ" (فتح ص ۲۴۶/۹)

فما عرس ابو اسید الساعدی دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ فما صنع لھم طعاما ولا قربہ الیھم الا امراتہ ام اسید" (بخاری، باب قیام المراۃ علی الرجال فی العرس وخدمتہم بالنفس ص ۷۷۶/۲)

جب ابو اسیدؓ نے شادی کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی، تو ان کے لئے کھانا آپ کی بیوی نے ہی تیار کیا اور اسی نے ان کو پیش کیا۔"

روایت میں آتا ہے کہ رات کو ہی کھجوریں برتن میں بھگو دی گئی تھیں، صبح مل چھان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نوش کرنے کو دی گئیں۔" (ایضاً)

اس سے غرض ان حسرتوں کو بیدار کرنا ہے جو غلط معاشرہ کی وجہ سے اب دب کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہ گئی ہیں۔ جب معاشرہ پاک تھا تو دلہن بذاتِ خود بھی مہمانوں کی ضیافت کے سامان کر سکتی تھی، لیکن اب ! الامان والحفیظ !

حضرت امام عینی لکھتے ہیں کہ یہ تب ہو سکتا ہے جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

"فیہ جواز خدمۃ المرأۃ زوجھا ومن یدعوہ عند الامن من الفتنۃ" (عینی شرح بخاری)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ شرارت کا خوف نہ ہو اور لوازمات پردہ میں بھی فرق نہ آئے، تب ایسا کیا جا سکتا ہے۔

"ولا یخفی ان محل ذالک عند امن الفتنۃ رمراعاۃ ما یجب علیھا من الستر" (فتح الباری، شرح بخاری ص ۲۵۱/۹)

آج کل دلہن کو اس سے جو الگ رکھا جاتا ہے، وہ اس احتیاط کا نتیجہ نہیں بلکہ اسے اوپرا سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کئی ماہ تک اس سے روٹی ہانڈی پکانے کو بھی نہیں کہا جاتا۔ بہرحال اسلام میں ان تکلفات کا کوئی گزر نہیں ہے۔ یہ باتیں اسلام سے دوری اور مہجوری کا نتیجہ ہیں، لیکن ہمیں ابھی تک اس زیان کا احساس ہی نہیں ہے۔ انا للہ!

بہرحال دعوتِ ولیمہ اگر مسنون طریقہ پر ہو تو شرکت ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ہوں یا حضر میں ولیمہ کبھی ترک نہیں فرمایا۔ یہ ایسی عبادت نہیں ہے جو سفر کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہو:

"انہ یولم فی السفر کما یولم فی الحضر ولیست من القربات التی یؤثر السفر فی اسقاطھا" (عارضۃ الاحوذی، شرح الترمذی لابن العربی)

۴۔ وقتِ ولیمہ:

اس میں اختلاف ہے، کچھ بزرگوں کا خیال ہے کہ جب "عقدِ نکاح" ہو، اس وقت کیا جائے، کچھ حضرات فرماتے ہیں گھر میں لانے کے بعد کیا جائے یا یہ کہ عقد سے لے کر رخصتی کا سارا دور ہی ولیمہ کا وقت ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"وقد اختلف السلف فی وقتہا اھل ھو عند العقد او عقبہ او عند الدخول او عقبہ او موسع من ابتداء العقد الی انتھاء الدخول (فتح الباری ص ۲۳۰/۹)

امام ابن العربی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ دلہن کو گھر میں لانے کے بعد کیا جائے:

"السنۃ فی الولیمۃ ان تکون بعد البناء وطعام ما قبل البناء لا یقال لہ ولیمۃ عربیۃ" (عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی)

شرح مسلم میں امام نووی نے مالکیہ کا مذہب خلوت صحیحہ کے بعد بیان کیا ہے:

"وحکی القاضی ان الاصح عند مالک وغیرہ انہ یستحب فعلہا بعد الدخول" (شرح مسلم للنووی ص ۴۵۸/۱، طبع نول کشور مطبوعہ ۱۲۸۵ھ)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

بعض مالکیہ کا مسلک ہے کہ گھر میں لانے کے بعد ولیمہ کیا جائے، بعد خلوت صحیحہ، اور یہی آج کل رواج ہے:

"واستحب بعض المالکیۃ ان تکون عند البناء ویقع الدخول عقبہا وعلیہ عمل الیوم" (فتح الباری ص ۲۳۱/۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ بعد از خلوت صحیحہ کیا تھا، ابن حجرؒ نے ایک قول نقل کیا ہے:

"قال والمنقول من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا بعد الدخول"

(فتح ص ۲۳۱/۹)

"فدل علی انہا عند الدخول او بعدہ" (فتح ص ۲۳۱/۹)

باقی رہی یہ بات کہ ولیمہ کتنے دن ہو سکتا ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے، سات آٹھ دن تک کیا جا سکتا ہے:

"باب حق اجابۃ الولیمۃ والدعوۃ ومن اولم سبعۃ ایام ونحوہ ولم یوقت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما او یومین" (بخاری ص ۷۷۷/۲)

حضرت حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ جب میرے والد کی شادی ہوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو سات دن تک صحابہؓ کو بلاتے رہے تھے۔ جس دن انصار کی باری تھی تو حضرت ابیؓ بن کعب اور زیدؓ بن ثابت وغیرہ کو بھی بلایا جو انہوں نے قبول فرمالی تھی:

"قالت لما تزوج ابی دعا الصحابة سبعة ایام فلما کان یوم الانصار دعا ابی بن کعب وزید بن ثابت وغیرهما فکان ابی صائما فلما طعموا دعا ابی" (تحفة الاحوذی شرح ترمذی ص ۱۴۴/۲) "وفی روایة عبد الرزاق ثمانیة ایام" (تحفة الاحوذی شرح ترمذی ص ۱۴۴/۲)

"قال ابن سیرین عن ابیه انه لما بنی باهله اولم سبعة ایام فدعا فی ذالك ابی بن کعب فاجابه" (فتح ص ۲۴۳/۹)

حضورؐ نے تین دن تک ولیمہ کیا تھا:

تزوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صفیة . . . وجعل الولیمة ثلاثة ایام اخرجه ابو یعلیٰ بسند حسن" (فتح ص ۲۴۳/۹ الی الزهیر)

بعض روایات میں تیسرا دن ریاء و سمعہ کا دن قرار دیا گیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کی تضعیف فرمائی:

"لا یصح اسناده ولا یصح له صحبة" (فتح ص ۲۴۳/۹)

بہرحال ابن حجرؒ نے کثرت طرق کی بنا پر کہا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے:

"فمجموعها یدل علی ان للحدیث اصلاً" (فتح ص ۲۴۳/۹)

سعید بن المسیب کا فعل نقل کیا ہے کہ دو دن تو جاتے رہے، تیسرے دن انکار کر دیا تھا۔ (فتح ایضاً)

حافظ ابن حجر کی رائے وزنی ہوتی ہے لیکن یہاں راقم الحروف کو اطمینان نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات کثرت طرق زیادہ ہی ضعف کا موجب ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کا تعامل بھی اس روایت کے خلاف ہے بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فعل بھی اس کے مخالف ہے۔ ہاں اگر ریاء و سمعہ کا شبہ یقینی ہو تو پھر اس کا بائیکاٹ بہتر ہے لیکن یہ کیفیت اگر پہلے دن بھی نظر آ گئے تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔ تیسرے دن کی قید کا کچھ فائدہ نہیں!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت زہیر دراصل یہ بتاتی ہے کہ جو تین دن تک طول دیتا ہے، وہ اس امر کی نشانی ہے کہ وہ ریا کار ہے۔ اگر قرائن اس پر دال ہوں تو ٹھیک ہے۔ اگر قرائن اسکے برعکس ہوں تو پھر اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے۔

"فیمکن محل ما وقع من السلف من الزیادۃ علی الیومین عند الامن من ذالک وانما اطلق ذالک علی الثالث لکونہ الغالب" (فتح ۲۴۳/۹)

مالکیوں کا مذہب ہے کہ اگر کوئی خوشحال ہو تو وہ سات دن تک ضیافت ولیمہ کرے:

"واستحب اصحاب مالک للموسر کونہا اسبوعا" (نووی ص۴۵۵/۱)

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اتنے دن ولیمہ میں لوگوں کو مکرر بھی بلا سکتا ہے یا نیا گروہ آنا چاہیئے؟ عمرانی اور رویانی کا خیال ہے، مکرر بلانا مکروہ ہے:

"انما تکرہ اذا کان المدعو فی الثالث ہو المدعو فی الاول وکذا صورہ الرویانی واستبعدہ بعض المتاخرین ولیس ببعید لان اطلاق کونہ ریاء وسمعۃ یشعر بان ذالک صنع للمباہات واذا کثر الناس فدعا فی کل یوم فرقۃ لم یکن ذالک مباہاۃ غالبا" (فتح ص۲۴۳/۹)

امام سیرین لوگوں کو باری باری بلاتے تھے جیسا کہ آیا ہے:

"فلما کان یوم الانصار" (تحفۃ الاحوذی ص۱۷۲/۲)

ولیمہ رب کا شکریہ، غریبوں کی خدمت اور ایک تقریب کے سلسلے کی ایک اجتماعی تقریب سرور ہے۔ اس لئے ولیمہ جتنے دن کوئی کر سکتا ہے، گنجائش ہے۔ ضرورت ہو تو مکرر بھی لوگوں کو بلا سکتا ہے، احتیاج کی بنا پر بھی یا دوستی کی وجہ سے بھی۔ اگر نئے سے نئے گروپ کی خدمت کرنے کا جذبہ ہو تو بھی مبارک!

اب آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ صرف ولیمہ کے سلسلے کی کتنی سنتیں غائب ہو چلی ہیں، کتنے منکرات ہیں جو جنم لے رہے ہیں۔ . . اور اب ہم کہاں سے کہاں پہنچ رہے ہیں!

(واللہ اعلم بالصواب)

© rasailojaraid.com